بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

(۱)

سرزمین نجد و حجاز سے یوں بھی ہمیں بے پایاں محبت ہے کہ اسی ریگ زار سے ایمان و عرفان کا وہ چشمۂ مقدس اُبلا جس کے فیضان نے تمدّن کی بنجر کھیتیوں کو لالہ زار بنا دیا۔ فلاحِ انسانیت کی عظیم الشان تحریک محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی امامت و قیادت میں یہیں نمودار ہوئی۔ اس تحریک کے نور کو دنیا کی جس قوم نے بھی اخذ کیا۔ اس کے افراد اپنے علم، اپنے اخلاق اور اپنے کارناموں کی وجہ سے آسمانِ تاریخ کے مہ و انجم بن گئے اور جن ملل خانماں خراب نے اس سے رُوگردانی کی، وہ عجائب خانۂ عبرت کی زینت بن گئیں۔

مزید یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ سعودی عرب کے موجودہ حکمران اور وہاں کے باشندے پاکستان سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ جب سے پاکستان بنا ہے وہ ہمیں محبت بھری نگاہ امید سے دیکھ رہے ہیں کہ ہم تحریک پاکستان سے لے کر اب تک کے اعلانات کے بموجب نظامِ اسلامی کا احیاء کرنے والے ہیں جس کے نتیجے میں پاکستان پورے عالمِ اسلام کے لیے ایمانی اور مادّی ہر دو لحاظ سے قلعہ بن جائے گا۔ اور بار بار پیش آنے والی رکاوٹوں کے باوجود انشاء اللہ ایسا ضرور ہوگا۔

پاکستان کو جب کبھی کوئی مصیبت پیش آئی تو سعودی عرب کے عمائد، علماء اور عوام سبھی مضطرب ہو گئے، اور حرمین میں ہمیشہ بہ الحاح اس سرزمین کی سلامتی و عافیت کے لیے دعائیں مانگی جاتی رہیں جو اسلامی نظام کے لیے وقف ہو چکی ہے۔ مدینہ یونیورسٹی کا قیام ہو، رابطۂ عالمِ اسلامی کی تاسیس، یا حج کی انتظامی مجلس سب میں پاکستان کو نمایاں طور پر حصّہ دار بنایا گیا۔ آج تک دعوتِ دین، فقہ، سائنس اور ٹیکنالوجی، اقتصادیات، بلاسود بنک کاری، نظامِ تعلیم، مساجد وغیرہ کے متعلق جو کانفرنسیں بُلائی جاتی رہی ہیں ان میں ہمیشہ پاکستانی مندوبین کو دعوت نامے بھیج کر شریک کیا گیا ہے۔ دوسری طرف سعودی عرب سے

پاکستان میں سرکاری اداروں کے رجالِ خاص اور علماء کبھی کبھی منفرداً اور کبھی وفد کی صورت میں آتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ تحریکِ تضامنِ اسلامی کے نقیبِ اوّل خود شاہ فیصل نے اپنی شہادت سے کچھ ہی وقت پہلے پاکستان کا دورہ کیا۔ آج اسلام آباد میں عظیم جامع شاہ فیصل بن رہی ہے جو ہمیشہ شاہِ شہید کی محبتِ پاکستان کی یادگار کے طور پر ہمارے سامنے رہے گی۔ اس مسجد کے گراں بہا مصارف پاکستان کے اس مرحوم محسن نے اپنے ذمے لے لیے تھے۔

ہمارے اس برادر ملک سعودی عرب سے محبت و خلوص کی سوغات لیے ابھی ابھی ایک وفد آیا تھا۔ اس وفد کے آنے سے دینی جذبات کی کھیتیاں لہلہا اٹھیں۔

اس وفد کے سربراہ عزت مآب الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آلِ الشیخ تھے جو بیت اللہ شریف کے امام و خطیب ہیں اور امامِ حج کی حیثیت سے خطبۂ حج بھی دیتے ہیں۔ موصوف کی اقتداء میں دنیا بھر کے لاکھوں مسلمان نمازیں ادا کرتے ہیں اور آپ کے خطبہ سے استفادہ کرتے ہیں۔ شیخ عزت مآب کا تعلق سعودی عرب کے اس ممتاز گھرانے سے ہے جس کے ہاتھوں سعودی عرب میں انقلاب برپا ہوا اور انگریزوں کی ساز باز کے سارے جال توڑ کر آلِ سعود برسرِ اقتدار آئے۔ محترم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ کا خاندان آج بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے اور دعوتِ دین اور علمِ دین کے لحاظ سے اسی کو فوقیت حاصل ہے۔

وفد کے دوسرے رکن جناب الشیخ سعید الجندول تھے جو سعودی عرب کے محکمہ تعلیم میں خاص منصب رکھتے ہیں۔

وفد کے تیسرے رکن پروفیسر ڈاکٹر احمد توتونجی تھے جو جنرل ورلڈ اسمبلی مسلم یوتھ کے اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب دینی علوم کے ساتھ جدید جہانِ افکار سے بھی واقف ہیں۔ آپ دنیا میں دورے کر کے مسلم نوجوانوں سے رابطہ پیدا کرتے ہیں۔ ان تک دعوتِ دین کا پیغام پہنچاتے ہیں، اُن کو متحرک اور منظم کرتے ہیں، اُن سے خط و کتابت رکھتے ہیں، ان کی تنظیموں اور اداروں کو ہر قسم کی امداد بہم پہنچاتے ہیں اور اُن کو کانفرنسوں میں مدعو کرتے ہیں۔

وفد کا کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا گیا۔ ہر جگہ استقبالیے اور ضیافتیں

ہوئیں۔ مسجد نیوٹاؤن کراچی، شاہی مسجد لاہور، جامعہ منصورہ میں امام کعبہ نے نمازوں کی امامت کی ۔ لوگ ہجوم کر کے آئے اور عالم اسلام کی ایک قابل قدر شخصیت کے پیچھے نماز پڑھنے کا خصوصی ثواب حاصل کیا ۔ خاص طور پر مسجد نیوٹاؤن کراچی میں جمعہ کی نماز کے لیے اتنا ہجوم تھا کہ مسجد کے تمام حصّے، اس کی چھت، آس پاس کی سڑکیں اور گلیاں نمازیوں سے بھر گئیں۔ تقریبوں میں سپاسنامے پڑھے گئے یا خیر مقدم کے کلمات کہے گئے ۔ اُن کے جواب میں جو تقریریں رئیس الوفد عزت مآب الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ امام حرم مکہ اور اُن کے معزز رفقا نے کیں۔ ان کا ماحصل یہ تھا کہ ہم نے مسلمانانِ پاکستان کے جذبۂ دینی کے متعلق جو کچھ پڑھا اور سُنا تھا، اس سے کہیں بڑھ کر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ۔ ہم اس محبت و خلوص کے لیے بہت شکر گذار ہیں جس کے ساتھ جگہ جگہ ہمیں خوش آمدید کہا گیا ۔ امام کعبہ کا ارشاد تھا کہ اہلِ پاکستان اسلامی نظام کے قیام کے لیے جو جہاد کر رہے ہیں ہم دل و جان سے اس کے ساتھ ہیں۔ سعودی عرب کے بعد پاکستان ہمارا دوسرا وطن ہے۔

عزت مآب امام کعبہ نے مولانا سیّد ابو الاعلیٰ مودودی سے ملاقات کی ۔ اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آپ نے چالیس سال تک جو کام کیا ہے اب اس کے برگ و بار نمودار ہو رہے ہیں ۔ پورے قرآن کی تلاوت کا کیسٹ ٹیپ سیٹ موصوف نے ہدیہ کیا ۔ امام صاحب نے مولانا کو یاد دلایا کہ جب آپ سفرارض القرآن کے لیے تشریف لے گئے تھے تو ملاقات ہوئی تھی ۔

یہ وفد اس تقریب کی شرکت سے بہت ہی خوش ہو کر لوٹا جو پنجاب یونیورسٹی یونین نے یونیورسٹی کے نیو کیمپس میں منعقد کی تھی ۔ نوجوانوں کا ہجوم اور ان کا جوش و خروش دیکھ کر انہیں بخوبی یہ اندازہ ہو گیا کہ پاکستان کی نئی نسل جو تعلیم گاہوں میں تیار ہو رہی ہے وہ تحریک اسلامی کے علمبرداروں کی اکثریت پر مشتمل ہے ۔ اس کا بار بار انہوں نے مختلف مواقع پر اظہار کیا ۔

یاد رہے کہ یہ دورہ نہ تو حکومت پاکستان کی دعوت پر تھا، اور نہ اس کے لیے سابق حکومت کی طرح اسکولوں کے لڑکوں اور لڑکیوں کو جمع کرنے کے انتظامات کیے گئے تھے، نہ سرکاری ملازمین اور سفید کپڑوں میں خاص سروسز کے افراد کو حاضرین بنا کے لایا گیا، اور نہ پارٹی کے انتظام سے بیگار میں پکڑے ہوئے ٹرکوں اور بسوں میں لاد لاد کر دیہاتیوں کو اکٹھا کیا گیا ۔

اندریں حالات وفد کا جو والہانہ استقبال ہوا اور جو محبت آمیز مجالس اور تقریبات اور دعوتیں منعقد ہوئیں

ان کی رُوح صرف خلوص تھا۔ اور جو کچھ ہوا وہ کم نہیں تھا۔

یہ دَورہ وفد نے اپنے پروگرام کے تحت خود کیا تھا، جس کی منزلِ اوّل پاکستان تھا۔ اس کے بعد انہیں دنیا کے مختلف حصوں میں جانا ہے اور ہر جگہ دین کا پیغام پہنچانا ہے، ہر جگہ مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لینا ہے، اور ہر جگہ اسلامی تنظیموں سے خصوصی رابطہ پیدا کرنا ہے۔ سعودی عرب کی یہ خدمت بہت قابلِ قدر ہے کہ اس کے عمائد اور علماء اور اس کے بعض ادارے دنیا بھر میں دعوتِ اسلامی اور تحریکِ اسلامی کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ خود پہنچ پہنچ کر کام کرنے والوں کی ہمت افزائی کرتے ہیں، عالمِ اسلامی میں جذبۂ اتحاد کو بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اب جبکہ یہ مبارک وفد پاکستان سے بھارت جا چکا ہے تاکہ وہاں کے مسلمانوں کے احوال کو دیکھے سمجھے، اور پھر آگے دوسرے ملکوں میں جائے گا۔ ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس وفد کو اپنے مبارک مقاصد میں کامیاب کرے اور سفر کو آسان بنائے۔

---

(۲)

اقبال کے سالِ پیدائش سے ٹھیک ایک صدی بعد "سالِ اقبال" منایا گیا۔

پہلے تو نہیں، مگر اس سال یہ سوال بڑی اہمیت سے میرے ذہن میں اُبھرا کہ اقبال کو جو وسیع محبوبیت و مقبولیت حاصل ہوئی ہے اس کا راز کیا ہے۔ اپنے ملک یا اپنی قوم میں کسی کا چرچا ہو جانا بھی بڑی بات ہے، مگر یہاں تو صورتِ معاملہ یہ ہے کہ شروع ہی سے اقبال پر دانشورانِ مغرب نے توجہ دی اور یہ توجہ اب تک مسلسل بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ پھر مسلم ممالک اور اشتراکی ممالک سبھی میں اقبال کے فکر و فن پر کام ہو رہا ہے۔ ایسا بھی نہیں کہ اقبال کے بعض دَورِ حیات میں اس کے اعلیٰ اور وسیع روابط کی بنا پر کچھ حلقوں میں دلچسپی رہتی اور پھر وہ آہستہ آہستہ غائب یا کم ہو جاتی۔ پھر اقبال نے نہ تو بطورِ خود اس کی تحریک کی کہ کچھ لوگ اس کے نام اور کام اور پیغام کو اچھالنے والے ہوں اور نہ اقبال

؎ علامہ مرحوم کی تاریخ پیدائش سے متعلق جو بحثیں میری نظر سے گذری ہیں۔ ان کی بنا پر مجھے اطمینان نہیں ہے کہ علامہ ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے تھے۔ لیکن اس بات کو "غلط العام" بلکہ حقیقت میں غلط عوامی" کی حیثیت سے سب کے ساتھ مجھے "برداشت" کرنا پڑا ہے۔ (ن۔س)۔